ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی ——— ترجمہ ڈاکٹر احمد حسن

علمِ حدیث میں خواتین کی خدمات

زیر نظر مقالہ ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی کی انگریزی میں حدیث کے موضوع پر معروف کتاب ”حدیث لٹریچر“ سے ماخوذ ہے۔ مضمون کی افادیت کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

آپ کو ایسے کم ہی علوم ملیں گے جن کے ارتقاء، نشو و نما اور ترقی میں مردوں کے شانہ بشانہ خواتین نے بھی ایک اہم کردار ادا کیا ہو۔ تاہم اس سلسلے میں علم حدیث کا ایک نمایاں استثناء ہے۔ تاریخ اسلام کے ابتدائی دور ہی سے حفاظت حدیث اور علوم حدیث کی ترقی میں خواتین نے اہم خدمات انجام دی ہیں۔ ادب حدیث کے ارتقاء میں انہوں نے ہر مرحلہ پر نہایت گہری اور پرجوش دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں حدیث کی ایسی ماہر اور ممتاز خواتین موجود رہی ہیں جن کے سامنے مردوں نے بھی نہایت عزت و احترام سے گردن جھکائی ہے کتب اسماء الرجال کی آخری جلدوں میں عام طور سے حدیث کی ماہر خواتین کے حالات مذکور ہوتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ماضی میں مردوں کے علاوہ کتنی ایسی خواتین گزری ہیں جو حدیث کی ماہر تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں خواتین نہ صرف علم حدیث کے ارتقاء کا سبب بنیں، بلکہ مردوں کو اپنی روایت سے احادیث پہنچائیں۔ آپ کی وفات کے بعد بہت سی صحابیات کو، جن میں آپ کی ازواجِ مطہرات شامل تھیں، علوم نبوی کا محافظ سمجھا جاتا تھا۔ اور حدیث کے طالبین جوق در جوق ان کے پاس پہنچتے اور ان سے مستفید ہوتے۔ ان میں حضرت حفصہ رض، حضرت ام حبیبہ رض، حضرت ام سلمہ رض اور حضرت عائشہ رض کے اسماء گرامی حدیث کے ہر طالب علم کو معلوم ہیں۔ نیز یہ کہ حدیث کی سب سے پہلی روایت کرنے والی خواتین یہی تھیں۔ بالخصوص حضرت عائشہ رض کو تاریخ ادب حدیث میں سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ نہ صرف یہ کہ ابتداء اسلام میں انہوں نے احادیث روایت کیں، بلکہ بڑی احتیاط سے وہ ان احادیث کی تشریح بھی فرماتی تھیں۔

اس کے بعد صحابہ و تابعین کے دور میں بھی حدیث میں خواتین کو نمایاں مقام حاصل رہا ہے۔ حفصہ بنت ابن سیرین (۱) ام الدرداء الصغری۔ وفات ۸۱ ھ) اور عمرہ بنت عبدالرحمن اس دور کی چند مشہور محدث خواتین میں ایاس بن معاویہ ام الدرداء کو علم و فضل و حدیث دانی میں اس دور کے تمام محدثین کے مقابلہ میں جن میں حسن بصری رح اور ابن سیرین رح بھی شامل تھے، ایک اعلی مقام دیتے تھے (۲)۔ عمرہ بنت عبدالرحمن کو حضرت عائشہ کی مرویات پر

سند سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کے قاضی ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو یہ حکم دیا تھا کہ عمرہ کی روایت کی ہوئی تمام احادیث کو لکھ کر محفوظ کر لیں (۳)

ان کے علاوہ اسی دور کی جن خواتین نے حدیث میں ممتاز مقام حاصل کیا اور تدریس حدیث میں شہرت حاصل کی، ان کے نام یہ ہیں۔ عابدہ المدنیہ، عبدہ بنت بشر، ام عمر الثقفیہ، زینب جو علی بن عبداللہ بن عباس کی پوتی تھیں، نفیسہ بنت حسن بن زیاد، خدیجہ ام محمد، عبدہ بنت عبدالرحمن۔ ان میں سے بعض کا تعلق نیچے خاندانوں سے تھا، اور بعض کا اونچے خاندانوں سے۔ یہ ساری خواتین اپنے زمانہ میں حدیث پر کامل مہارت رکھتی تھیں۔ مثلاً عابدہ محمد بن یزید کی باندی تھیں۔ انہوں نے اپنے دور میں مدینہ کے کبار محدثین سے حدیث پڑھی تھی۔ حبیب دحون اندلس کے ایک مشہور محدث تھے۔ وہ حج کے موقع پر مدینہ تشریف لائے اور ان خاتون کی حدیث میں مہارت سے بہت متاثر ہوئے۔ ان کے مالک محمد بن یزید نے ان کی شادی حبیب دحون کے ساتھ کر دی، اور وہ ان کو اپنے ساتھ اندلس لے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مدینہ کے اپنے شیوخ حدیث سے دس ہزار احادیث روایت کیں (۴)

زینب بنت سلیمان (وفات ۱۴۲ھ) شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے والد السفاح کے چچا زاد بھائی تھے۔ السفاح عباسی خاندان کے بانی تھے۔ اور خلیفہ منصور کے عہد خلافت میں بصرہ، عمان اور بحرین کے گورنر رہ چکے تھے (۵) زینب کو حدیث پر بڑی مہارت حاصل تھی، اور ان کا شمار اپنے دور کی ان ممتاز خواتین میں ہوتا تھا۔ جو محدثات کہلاتی تھیں۔ ان سے متعدد مشہور اور اہم شخصیتوں نے حدیث روایت کی ہے (۶)

تاریخ حدیث میں مردوں کے ساتھ خواتین کا اشتراک علم حدیث کی ترقی میں مسلسل جاری رہا۔ تاریخ تدوین حدیث کے آغاز ہی سے تمام مشہور اور اہم جامعین حدیث نے حدیث کے مجموعوں میں اپنی خواتین شیوخ سے احادیث روایت کی ہیں۔ احادیث کے تمام مشہور اور اہم مجموعوں میں ہمیں بکثرت ایسی خواتین کے نام ملتے ہیں جن سے ان مجموعوں کے جامعین نے براہ راست احادیث روایت کی ہیں۔ تدوین حدیث اور احادیث کے مجموعوں کے وجود میں آنے کے بعد اکثر خواتین نے ان میں سے بیشتر حدیث کی کتابوں پر عبور حاصل کیا، اور درس حدیث کے حلقے قائم کئے۔ ان حلقوں میں حدیث کے طلبہ، مرد اور عورتیں کثیر تعداد میں شریک ہوتے۔ اور بہت سی اہم شخصیتیں جنہیں بعد میں حدیث میں شہرت حاصل ہوئی ان کے سامنے سرنگوں ہو کر بیٹھیں اور ان سے حدیث کی سند حاصل کرتیں۔

چوتھی صدی ہجری میں مندرجہ ذیل خواتین نے علم حدیث میں شہرت حاصل کی، تدریس حدیث کی خدمت انجام دی اور ان کے حلقۂ درس میں کثرت سے طلبہ حدیث نے شرکت کی۔ فاطمہ بنت عبدالرحمن (وفات ۳۱۲ھ) جو اپنے لباس اور زہد و تقویٰ کے سبب صوفیہ کے نام سے مشہور تھیں۔ فاطمہ امام ابوداؤد کی پوتی تھیں، جو صحاح ستہ کی معروف کتاب سنن ابی داؤد کے جامع تھے۔ امۃ الواحد (وفات ۳۷۷ھ) مشہور فقیہ محاملی کی صاحبزادی تھیں۔ ام الفتح امۃ السلام

(وفات ۴۹۰ھ) اپنے زمانہ کے مشہور قاضی ابوبکر احمد (وفات ۴۵۰ھ) کی صاحبزادی تھیں۔ جمعہ بنت احمد۔ ان کے علاوہ اس صدی کی دیگر خواتین بھی تھیں جنہوں نے حدیث میں اعلیٰ مقام حاصل کیا تھا (۷)

پانچویں صدی ہجری میں بھی متعدد خواتین نے فن حدیث میں نام پیدا کیا اور ان کا شمار اس دور کی مشہور محدثات میں ہوتا ہے۔ فاطمہ (وفات ۴۸۰ھ) نے جو مشہور صوفی حسن بن علی الدقاق کی صاحبزادی تھیں اور ابوالقاسم القشیری کی اہلیہ تھیں، نہ صرف خطاطی میں شہرت حاصل کی، بلکہ حدیث میں انتہائی کمال حاصل کیا۔ اور اپنی علوئے اسناد کے سبب وہ اپنے دور کے محدثین میں ممتاز مقام رکھتی تھیں (۸)۔ کریمہ المروزیہ (وفات ۴۶۳ھ) بنت احمد اپنے دور میں صحیح بخاری پر سند سمجھی جاتی تھیں۔ ہرات کے ایک مشہور محدث ان کو حدیث میں بہت اہمیت دیتے، اور حدیث کے طلبہ کو ان سے صحیح بخاری پڑھنے کی تاکید کرتے کیونکہ انہوں نے صحیح بخاری ہیثم کی اسناد سے پڑھی تھی۔ ایک خاتون محدث کی حیثیت سے انہوں نے بے شمار احادیث۔ اپنی روایت سے بہت سے علماء تک پہنچائیں (۹)۔ مشہور مستشرق پروفیسر گولڈ زیہر لکھتے ہیں کہ طلبہ کو صحیح بخاری کی روایت کے اجازات (اجازت نامے) دینے کے بارے میں ان کا نام تاریخ حدیث میں بہت کثرت سے ملتا ہے (۱۰)۔ علامہ ابوالمحاسن کے اجازہ میں ان کا نام موجود ہے اور آپ کو سن کر یہ تعجب ہوگا کہ تاریخ بغداد کے مصنف خطیب بغدادی (۱۱) اور اندلس کے شہرہ آفاق محدث الحمیدی (۱۲) (المتوفی ۴۸۸ھ) نے انہی خاتون سے صحیح بخاری پڑھی تھی۔

پروفیسر گولڈ زیہر کے بیان کے مطابق کریمہ بنت احمد کے علاوہ بہت سی خواتین کو روایت بخاری کی تاریخ میں ممتاز مقام حاصل تھا (۱۳)۔ صحیح بخاری کی روایات میں فاطمہ بنت محمد (وفات ۵۳۹ھ) شہدی بنت احمد بن الفرج (وفات ۵۷۴ھ) اور ست الوزراء بنت عمر (وفات ۷۱۶ھ) نے خصوصیت کے ساتھ روایت بخاری میں شہرت حاصل کی (۱۴)۔ فاطمہ نے مشہور محدث سعید العیار کی سند سے صحیح بخاری روایت کی۔ اور حدیث میں شہرت کے سبب ان کو مسندۂ اصبہان (یعنی اصفہان میں حدیث پر اتھارٹی) کہا جاتا تھا۔ درحقیقت یہ ان کا قابل فخر خطاب تھا۔ شہدہ ایک باکمال خطاط بھی تھیں۔ تذکرہ نگاروں نے "خطاطہ" مسندۂ حدیث اور فخر نسوانیت "کے القاب سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے جد امجد سوئیوں کا کاروبار کرتے تھے۔ اس لیے وہ ابری کے نام سے مشہور تھے لیکن ان کے والد ابونصر (متوفی ۵۰۶ھ) کو حدیث کا بہت اچھا ذوق تھا، اور اپنے دور کے متعدد اساتذہ فن سے انہوں نے اس کی تحصیل کی تھی (۱۵)۔ انہوں نے اپنی صاحبزادی کو حدیث کی تعلیم دلائی، اور ان خاتون نے اپنے زمانہ کے مشہور محدثین سے اخذ علم کیا۔ ان کی شادی علی بن محمد سے ہوئی، جن کا شمار اس دور کے شرفاء اور عمائدین میں ہوتا تھا۔ علمی ادبی ذوق رکھتے تھے۔ اور آخری عمر میں خلیفہ المقتفی باللہ کے مصاحبین میں شامل ہوگئے تھے۔ انہوں نے ایک مدرسہ اور خانقاہ قائم کی، اور ان کے اخراجات کے لیے اراضی وقف کی۔ ان کی اہلیہ شہدی کو حدیث میں شہرت حاصل

ہوئی، اور وہ علوئے اسناد کے سبب مشہور تھیں (۱۶)

صحیح بخاری اور حدیث کی دوسری کتابوں کے ان کے حلقہ درس میں طلبہ کا ہجوم ہوتا۔ اور حدیث میں ان کی شہرت کے سبب بعض لوگ جھوٹ بول کر خود کو ان کا شاگرد ظاہر کرتے (۱۷) اسی طرح ست الوزراء اپنے زمانہ کی مشہور مسندہ (یعنی حدیث پہ اتھارٹی) تھیں۔ وہ مصر اور شام میں صحیح بخاری اور حدیث کی دوسری کتابوں کا درس دیتی تھیں۔ (۱۸) صحیح بخاری کا درس ام الخیر امۃ الخالق (وفات ۹۱۱ھ) بھی دیتی تھی۔ یہ خاتون حدیث کی حجازی مکتبہ فکر پہ سند مانی جاتی تھیں (۱۹) عائشہ بنت عبدالہادی بھی صحیح بخاری کا درس دیتی تھیں (۲۰)

محدثین کے اجازت ناموں (اجازات)، اسماء الرجال کی کتابوں اور کتب حدیث کے قلمی نسخوں کے ترقیموں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ادوار میں صحیح بخاری کے علاوہ یہ محدث خواتین طلبہ کو حدیث کی دوسری کتابیں بھی پڑھایا کرتی تھیں۔ چنانچہ ام الخیر فاطمہ بنت علی (وفات ۵۳۲ھ) اور فاطمہ شہزوریہ صحیح مسلم کا درس دیتی تھیں۔ (۲۱)

فاطمہ جوزدانیہ (وفات ۵۲۴ھ) نے اپنے حلقہ درس میں طلبہ کے سامنے طبرانی کی تینوں معاجم کو اپنی روایت کے ساتھ سنایا (۲۲)۔ ایک خاتون زینب (وفات ۶۸۸ھ) حران کی رہنے والی تھیں۔ ان کے حدیث کے حلقہ درس میں کثیر تعداد میں طلبہ شریک ہوتے تھے۔ اور وہ مسند احمد بن حنبلؒ کا درس دیتی تھیں، جو حدیث کے مجموعوں میں سب سے بڑا مجموعہ سمجھا جاتا ہے۔ جویریہ بنت عمر (وفات ۷۸۳ھ) اور زینب بنت احمد بن عمر (وفات ۷۲۲ھ) نے حصول حدیث کے لیے طویل سفر کئے اور مصر اور مدینہ میں درس حدیث کے حلقے قائم کئے۔ زینب بنت احمد بن عمر نے مسند دارمی اور مسند عبد بن حمید کو طلبہ کے سامنے روایت کیا۔ طلبہ حدیث ان کے درس میں شریک ہونے کے لیے طویل مسافت طے کر کے آتے (۲۳)۔

زینب بنت احمد کامل (وفات ۷۴۰ھ) نے ایک بار شتر حدیث کی سندیں حاصل کی تھیں۔ وہ مسند ابی حنیفہ شمائل الترمذی اور امام طحاوی کی شرح معانی الآثار کا درس دیتی تھیں۔ اور آخر الذکر کتاب یعنی شرح معانی الآثار انہوں نے ایک دوسری خاتون عجیبہ بنت ابی بکر سے پڑھی تھی (۲۴)۔ مشہور سیاح ابن بطوطہ نے زینب بنت احمد کامل اور ان کی بعض ہمعصر خواتین سے دمشق میں اپنے قیام کے دوران حدیث پڑھی (۲۵) تاریخ دمشق کے مشہور مصنف ابن عساکر نے بارہ سو مردوں اور آٹھ سو خواتین سے حدیث پڑھی اور زینب بنت عبدالرحمن سے موطا امام مالک کا اجازہ (اجازت نامہ) حاصل کیا (۲۶) حافظ جلال الدین سیوطی نے رسالہ شافعی جو اصول حدیث اور اصول فقہ کی ابتدائی اور بنیادی کتاب ہے ہاجر بنت محمد سے پڑھا تھا (۲۷)۔ نویں صدی ہجری کے ایک مشہور عالم اور محدث عفیف الدین جنید نے سنن الدارمی فاطمہ بنت احمد بن قاسم سے پڑھی تھی (۲۸)

زینب بنت الشعری نے بہت سے ممتاز محدثین سے حدیث پڑھی۔ انہوں نے کثیر طلبہ کو تعلیم دی، جن میں سے

بعض نے بعد میں عربی زبان و ادب میں بہت شہرت حاصل کی۔ ان میں وفیات الاعیان کے مصنف ابن خلکان بھی شامل ہیں (۲۹)۔ تذکرہ نویسوں نے کریمہ کو مسندۃ الشام (یعنی شام میں علم حدیث پر مستند شخصیت) کہا ہے۔ اپنے اساتذہ کی سند سے وہ حدیث کی بہت سی کتابوں کا درس دیتی تھیں (۲۰)۔ زینب بنت المکی نے حدیث میں بڑا نام پیدا کیا۔ ان کے حلقہ درس میں شرکت کے لیے دور دور سے طلبہ سفر کرکے آتے۔

آٹھویں اور نویں صدی ہجری کا زمانہ بھی حدیث میں مہارت رکھنے والی خواتین سے مالا مال ہے۔ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب الدرر الکامنہ میں آٹھویں صدی ہجری کے ایسے ممتاز علماء کے حالات قلمبند کئے ہیں جو آسمان علم پر آفتاب و مہتاب بن کر چمکے۔ ان میں مرد اور عورتیں دونوں کے تذکرے ہمیں ملتے ہیں۔ ان میں ایسی خواتین بھی شامل ہیں جو حدیث میں بلند مقام رکھتی تھیں۔ الدرر الکامنہ کے قلمی نسخے مشرق و مغرب کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن نے اسے (۱۲۱) کو شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں ابن حجر عسقلانی نے آٹھویں صدی ہجری کی ایک سو ستر (۱۷۰) خواتین کے حالات زندگی لکھے ہیں۔ ان میں سے بیشتر مسند حدیث پر متمکن تھیں۔ اور کتاب کے مصنف ابن حجر عسقلانی کو ان میں سے متعدد خواتین سے شرف تلمذ حاصل رہا ہے۔ ان میں سے بعض کا اپنے دور کے معروف محدثین میں شمار ہوتا تھا۔ جویریہ بنت احمد کا ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ انہوں نے اسی دور کے مشاہیر سے فن حدیث کی تحصیل کی۔ ان مشاہیر میں مرد اور خواتین دونوں شامل ہیں۔ اس فن پر عبور حاصل کرنے کے بعد انہوں نے حدیث کا حلقہ درس قائم کیا۔ اور ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ میرے اساتذہ میں سے بعض محدثین اور ان خاتون کے اکثر معاصرین ان کے حلقہ درس میں شریک ہوتے تھے (۲۱)

عائشہ بنت عبدالہادی (وفات ۸۱۶ھ) سے ابن حجر عسقلانی عرصہ دراز تک اکتساب علم کرتے رہے انکا اپنے دور کے مشہور محدثین میں شمار ہوتا تھا۔ ان کے حلقہ درس میں شریک ہونے کے لیے بھی طلبہ دور دراز کا سفر کرکے آتے تھے (۲۲)۔ ست العرب (وفات ۷۶۰ھ) سے مشہور محدث العراقی (متوفی ۷۲۲ھ) اور الہیثمی اور ان کے بعض معاصرین نے اخذ علم کیا۔ محدث العراقی نے اپنے فرزند کو حدیث پڑھنے کے لیے ان خاتون کے پاس بھیجا تھا (۲۳)۔ دقیقہ بنت مرشد (وفات ۷۴۶ھ) اپنے دور کی مشہور محدثہ تھیں اور انہوں نے بھی ایسی خواتین سے حدیث پڑھی تھی جن کا شمار اپنے دور کے مشاہیر میں ہوتا تھا۔ ان میں سے جویریہ بنت احمد تھیں، جن کا ہم سطور بالا میں ذکر کر چکے ہیں۔ ابن حجر عسقلانی اور ابن عماد حنبلی نے اسماء الرجال سے متعلق اپنی تصانیف میں ان خواتین کے علاوہ دوسری ایسی خواتین کے بھی حالات زندگی لکھے ہیں جو حدیث میں مہارت رکھتی تھیں۔ مزید تفصیلات جاننے کے لیے ان کتابوں کی طرف مراجعت کی جاسکتی ہے۔

نویں صدی ہجری کی محدث خواتین کے حالات زندگی محمد بن عبدالرحمن سخاوی (متوفی ۷۸۹ھ) نے اپنی کتاب

الضوء اللامع میں قلمبند کئے ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے نویں صدی ہجری کے ممتاز علماء کے سوانحی خاکے لکھے ہیں۔ عبدالسلام اور عمر بن الشماء اس کتاب کا اختصار کیا ہے (۳۴)۔ اور اس کا ایک ناقص قلمی نسخہ بانکی پور پٹنہ کے کتب خانہ میں موجود ہے (۳۵)۔ عبدالعزیز بن عمر بن فہد (متوفی ۸۷۱ھ) نے بھی اپنی تصنیف معجم الشیوخ میں اسی دور کی ایک سو تیس (۱۳۰) سے زائد محدث خواتین کا ذکر کیا ہے جن سے انہوں نے حدیث پڑھی تھی، اور وہ ان کے شیوخ میں شامل تھیں (۳۶)۔ اس کتاب کو انہوں نے ۸۶۱ھ میں مرتب کیا تھا۔ اور اس میں گیارہ سو سے زائد اساتذہ و شیوخ کے حالات زندگی قلمبند کئے ہیں۔ عبدالعزیز نے جن محدث خواتین کا اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے وہ اپنے دور کی ممتاز حدیث دان سمجھی جاتی تھیں۔ اور ان کے شاگردوں میں سے بعض نے ان کے بعد حدیث میں بہت شہرت حاصل کی۔ ام ہانی مریم بنت فخر الدین محمد (وفات ۸۷۱ھ) نے بچپن میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ انہوں نے اپنے دور کے متداول اسلامی علوم و فنون کی تحصیل کی۔ آخر میں مکہ اور قاہرہ کے نامور محدثین سے علم حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ ان کی شہرت کئی علوم و فنون میں تھی۔ خطاطی، عربی زبان و ادب، شعر و شاعری، اور فن حدیث میں انہیں دستگاہ کامل حاصل تھی، اور ان فنون میں اپنے زمانہ کے ماہرین میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ زہد و تقوی میں بھی ان کی شہرت تھی۔ اور وہ شرعی احکام کی بہت سختی سے پابندی کرتی تھیں۔ روزہ کثرت سے رکھتی تھیں۔ انہیں تیرہ دفعہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کے فرزند بھی دسویں صدی ہجری کے مشہور علماء میں سے تھے۔ وہ اپنی والدہ کا بہت ادب و احترام کرتے۔ اور آخر عمر میں ان کی بہت خدمت کیا کرتے تھے۔ یہ خاتون نہایت پابندی کے ساتھ حدیث کا درس دیتی تھیں، اور اکثر اہل علم کو اجازت (حدیث روایت کرنے کے اجازت نامے) دیتیں۔ ابن فہد نے خود بھی حدیث کی متعدد کتابیں ان سے پڑھی تھیں (۳۷)۔ بائی خاتون بنت ابی الحسن (وفات ۸۶۴ھ) نے ابوبکر المزی صغیر اور اپنے دوسرے معاصر محدثین سے حدیث پڑھی تھی۔ انہوں نے بیشمار محدثین سے روایت حدیث کے اجازت نامے حاصل کئے تھے، جن میں مرد اور خواتین دونوں شامل تھے۔ شام اور مصر میں وہ طلبہ کو حدیث پڑھاتی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ تدریس حدیث کی بہت شوقین تھیں (۳۸)۔ عائشہ بنت ابراہیم (وفات ۸۴۲ھ) نے قاہرہ، دمشق اور دوسرے مقامات پر حدیث کی تحصیل کی۔ یہ بھی حدیث کا درس دیتی تھیں، اور ان کے حلقۂ درس میں ان کے معاصر نامور علماء بھی شریک ہوتے تھے (۳۹)۔ ام الخیر سعدیہ مکیہ (وفات ۸۵۰ھ) نے اپنے زمانہ کے مختلف محدثین سے تحصیل علم کیا۔ اور اس مقصد کے لیے انہوں نے دور دراز مقامات کے سفر کئے۔ تحصیل علم کے بعد انہیں علم حدیث میں بلند مقام حاصل ہوا۔ اور اپنے دور میں ان کو حدیث پر سند سمجھا جاتا تھا (۴۰)۔

اسماء الرجال پر موجود تصانیف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے دسویں ہجری سے حدیث میں خواتین کی دلچسپی آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی۔ ہمیں دسویں، گیارھویں اور بارھویں صدی ہجری کے علماء و محدثین کے حالات زندگی مندرجہ ذیل کتابوں میں ملتے ہیں: النور السافر مصنفہ عیدروسی، خلاصۃ الاخبار مصنفہ المحبی، اور السحب الوابلہ مؤلفہ محمد بن عبداللہ النجدی۔ ان

کتابوں میں مشکل سے ایک درجن سے زیادہ ایسی خواتین کے نام ملتے ہیں جنہیں حدیث میں کوئی ممتاز مقام حاصل رہا ہو۔ تاہم اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بھی درست نہ ہوگا کہ دسویں صدی ہجری کے بعد سے خواتین نے بالکل ہی حدیث میں دلچسپی لینا چھوڑ دی تھی۔ نویں صدی ہجری کی کچھ ایسی خواتین جنہوں نے حدیث میں شاندار خدمت انجام دی دسویں صدی کے ربع اول تک بقید حیات تھیں۔ اس طرح دسویں صدی میں بھی وہ حدیث کی خدمت کرتی رہیں۔ چنانچہ اسماء بنت کمال الدین موسیٰ (وفات ۹۰۴ھ) کا اس دور کے سلاطین اور اہل دربار پر بہت اثر تھا، بعض امور کے سلسلہ میں یہ خاتون جو بھی سفارش لکھ کر بھیجتیں وہ بلا تامل منظور کر لیتے۔ وہ حدیث کا درس دیتیں اور خواتین کو مختلف اسلامی علوم و فنون کی تعلیم دیتیں (۴۱)۔ عائشہ بنت محمد بن احمد (وفات ۹۰۶ھ)۔ جو قاضی مصلح الدین کی بیوی تھیں، طلبہ کو حدیث کی تعلیم دیتیں۔ ان طلبہ میں ابن طولون (متوفی ۹۵۵ھ) بھی شامل تھے۔ بعد میں مدرسہ صالحیہ دمشق میں استاذ حدیث کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوا (۴۲)۔ فاطمہ بنت یوسف (وفات ۹۲۵ھ) حلب کی رہنے والی تھیں۔ اپنے زمانہ کے ممتاز علماء میں ان کا شمار ہوتا تھا (۴۳)۔ ام الخیر نے (۹۲۸ھ) میں ایک عالم کو جو حج کے لیے گئے ہوئے تھے اپنی روایت حدیث کا اجازہ دیا تھا (۴۴)

آخری ممتاز محدثہ جن کا ہمیں علم ہو سکا وہ فاطمہ الفضیلیۃ تھیں، جو الشیخۃ الفضیلیہ کے نام سے مشہور تھیں۔ وہ بارھویں صدی ہجری کے اختتام سے قبل پیدا ہوئیں۔ انہوں نے خطاطی اور دیگر اسلامی علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔ انہوں نے کئی کتابیں اپنے ہاتھ سے نقل کیں، اور بے شمار کتابیں اپنے پاس جمع کی تھیں۔ حدیث میں انہیں خصوصی دلچسپی تھی۔ بہت سے علماء سے انہوں نے حدیث کی سندیں لے رکھی تھیں۔ اور محدثہ کی حیثیت سے انہیں بڑی شہرت حاصل تھی۔ آخر عمر میں وہ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلی گئی تھیں۔ اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ وہاں انہوں نے ایک عمومی کتب خانہ قائم کیا تھا۔ یہاں وہ حدیث کا درس دیتی تھیں اور ممتاز محدثین ان کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے۔ اور ان سے حدیث کی سند حاصل کرتے۔ ان ممتاز محدثین میں شیخ عمر الحنفی اور شیخ صالح الشافعی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے ۱۲۴۷ھ میں انتقال کیا (۴۵)

ہم نے سطور بالا میں جو کچھ بیان کیا اس سے یہ بات واضح ہے کہ ان خواتین نے جنہوں نے حدیث میں ممتاز مقام حاصل کیا تھا اپنی علمی سرگرمیاں حدیث کے ذاتی مطالعہ یا چند طلبہ کو حدیث کی تعلیم دینے تک محدود نہیں رکھیں۔ بلکہ اس دور کی علمی درسگاہوں میں یہ خواتین مردوں کے ساتھ بحیثیت طالبات اور بحیثیت اساتذہ برابر کی شریک رہیں۔ مگر اس میں ستر و حجاب اور آداب کو ملحوظ رکھا جاتا تھا

حدیث کے عام طلبہ کے ساتھ یہ بھی ایک ہی جماعت میں ایک ہی استاد سے حدیث کا سبق پڑھتیں فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدارس میں حدیث کی جماعتوں میں تدریس کی خدمت انجام دیتیں۔ حدیث کی ان مجالس میں مرد اور عورتیں دونوں شریک ہوتے۔ قدیم عربی کتابوں کے قلمی نسخے آج بھی بہت سے کتب خانوں میں

محفوظ ہیں۔ ان کی ترقیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مدارس میں ایک ہی جماعت میں طلبہ اور طالبات دونوں شریک ہوتے تھے۔ اسی طرح مرد اور خواتین دونوں ہی تدریس کی خدمت بھی انجام دیتے تھے۔

ابن البخاری کی کتاب المشیخہ مع التخریج کے صفحات ۲۳۸-۲۴۰ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۶۸۷ھ میں دمشق کی جامع عمر میں پانچ سو طلبہ کی ایک جماعت میں گیارہ لیکچرز کا کوئی باقاعدہ نصاب پڑھایا جاتا تھا۔ اس سند میں ان طلبہ کے نام بھی درج ہیں۔ ان پانچ سو طلبہ میں کئی خواتین کے نام بھی ملتے ہیں جو طلبہ کے ساتھ اسی جماعت میں شریک تھیں۔ اسی کتاب کے اس مخطوطہ کے صفحہ ۴ پر ایک اور سند موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۶۳۷ھ میں حلب میں ابن الصیرفی کسی کتاب کا درس دیتے تھے۔ یہ نصاب چھ محاضرات پر مشتمل تھا۔ اس جماعت میں دو سو طلبہ شریک ہوتے تھے۔ ان طلبہ میں طالبات بھی شامل تھیں جن کے نام اس سند میں درج ہیں۔

اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۰ پر ایک تیسری سند ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مشہور محدثہ خاتون ام عبداللہ ۷۸۲ھ میں دمشق میں پانچ محاضرات پر مشتمل کسی کتاب کا درس دیتی تھیں۔ ان کی اس جماعت میں پچاس سے زائد طلبہ، مرد اور خواتین، دونوں شریک ہوتے (۴۲) خطیب بغدادی کی کتاب الکفایہ نیز حدیث پر مختلف رسائل کے ایک مجموعہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نعمہ بنت علی اور ام احمد زینب بنت المکی اور حدیث کی دیگر ماہر خواتین ان دونوں کتابوں میں سے کسی ایک کا درس دیتیں کبھی تنہا اور کبھی مرد محدثین کے ساتھ مل کر، اور یہ درس عام مدارس میں باقاعدہ طلبہ کی جماعتوں میں دیئے جاتے، جیسے مدرسہ عزیزیہ اور مدرسہ ضیائیہ۔ ان جماعتوں میں دوسرے طلبہ کے ساتھ بعض جماعتوں میں مشہور جنرل صلاح الدین کے فرزند بھی شریک ہوتے۔ علم حدیث میں خواتین کی شاندار خدمات اور علمی سرگرمیوں کے بارے میں یہ چند مثالیں اور ہلکی سی جھلکیاں ہم نے پیش کی ہیں۔ مزید تحقیق و جستجو سے اور بھی معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں (۴۷)، تاہم ان درسوں میں شرعی پردہ آداب اور عورتوں کیلئے علیحدہ درسگاہ کا اہتمام ہوتا تھا۔

حوالہ جات

۱۔ ابن سعد۔ کتاب الطبقات الکبیر۔ تحقیق ایڈورڈ۔ مطبوعہ لائیڈن۔ ۱۹۰۴ء۔ ج ۹۔ ص ۳۵۵۔

۲۔ سیوطی۔ تدریب الراوی۔ مطبوعہ مصر۔ ۱۳۰۷ھ۔ ص ۲۱۵۔

۳۔ ابن سعد طبقات۔ محولہ بالا ایڈیشن۔ ج ۸۔ ص ۲۵۲۔

۴۔ المقری۔ نفح الطیب۔ مطبوعہ مصر۔ ۱۳۰۲ھ ج ۲۔ ص ۹۶۔

۵۔ GENEALOGISCHE TABELLEN DER ARABISCHEN STAMME UNDFAMILIEN, GOTTIN GEN,۱۸۵۲-۵۳/۴۳۰.

۶۔ خطیب بغدادی۔ تاریخ بغداد۔ مطبوعہ مصر۔ ۱۳۴۹ھ۔ ج ۱۴۔ ص ۴۴۲۔

۷۔ ایضاً ج ۱۴۔ ص ۴۴۱۔ ۴۴۴۔

۸۔ ابن عماد الحنبلی۔ شذرات الذہب۔ مطبوعہ مصر ۱۳۵۱ھ۔ ج۔ ص ۱۴۱۔ ابن خلکان۔ وفیات الاعیان۔ مطبوعہ گوٹنگن ۱۸۳۵ء،
تذکرہ ۱۳۱۴۔

۹۔ المقری۔ نفح الطیب۔ مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ۔ ج ۱۔ ص ۸۶۷۔

۱۰۔ I NAZ GOLDZIHER: MUHAMMADANISCHE STUDIEN, HALLE, 1889, VOL. II P. 258, FN.

۱۱۔ یاقوت الحموی۔ معجم الادباء۔ تحقیق مارگولیتھ۔ دوسرا ایڈیشن۔ ۱۹۲۳ء۔ ج ۱۔ ص ۲۴۷۔

۱۲۔ فہرست مخطوطات عربی و فارسی۔ اورینٹل پبلک لائبریری، بانکی پور۔ ۱۹۲۰ء۔ ج ۵۔ حصہ اول۔ ص ۸۹ و ما بعد۔

۱۳۔ I NAZ GOLDZIHER: MUHAMMADANISCHE STUDIEN, OP. CIT. VOL. II, P. 45

۱۴۔ ابن عماد الحنبلی۔ شذرات الذہب۔ محولہ بالا ایڈیشن۔ ج ۴۔ ص ۱۴۳۔ ۲۴۸۔

۱۵۔ ابن الاثیر۔ تاریخ کامل۔ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ۔ ج ۱۰۔ ص ۲۴۶۔

۱۶۔ ابن خلکان۔ وفیات الاعیان۔ گوٹنگن۔ ۱۸۳۵ء۔ تذکرہ ۴۹۵۔

۱۷۔ I NAZ GOLDZIHER MUHAMMADANISCHE STUDIEN, OP. CIT. VOL. II, P. 46

۱۸۔ ابن عماد الحنبلی۔ شذرات الذہب۔ محولہ بالا ایڈیشن۔ ج ۸۔ ص ۴۰۔

۱۹۔ ایضاً ج ۸۔ ص ۴۱

۲۰۔ جمال الدین عبداللہ بن سالم۔ کتاب الامداد۔ حیدرآباد دکن۔ ۱۳۲۷ھ۔ ص ۳۶۔

۲۱۔ ابن عماد الحنبلی۔ شذرات الذہب۔ محولہ بالا ایڈیشن۔ ج ۴۔ ص ۱۰۰۔

۲۲۔ جمال الدین عبداللہ بن سالم۔ کتاب الامداد۔ محولہ بالا ایڈیشن۔ ص ۱۶

۲۳۔ ابن عماد الحنبلی۔ شذرات الذہب۔ مذکورہ بالا ایڈیشن۔ ج ۲۔ ص ۵۶۔

۲۴۔ ایضاً ص ۱۲۶، کتاب الامداد۔ ص ۱۴، صالح بن محمد عمری۔ قطف الثمر۔ حیدرآباد دکن۔ ص ۲۷۔

۲۵۔ سفرنامہ ابن بطوطہ (فرانسیسی ترجمہ)۔ مطبوعہ پیرس ۱۸۴۴ء۔ ص ۲۵۳۔

۲۶۔ یاقوت الحموی۔ معجم البلدان۔ مطبوعہ لیپزگ ۱۹۲۴ء۔ ج ۵۔ ص ۱۴۰۔

۲۷۔ یاقوت الحموی۔ معجم الادباء۔ مذکورہ بالا ایڈیشن۔ ص ۱۷۔ (یہ حوالہ درست معلوم نہیں ہوتا۔ مراجعت سے یہ واقعہ کتاب میں نہیں مل سکا۔ مترجم)

۲۸۔ فہرست مخطوطات عربی و فارسی۔ اورینٹل پبلک لائبریری بانکی پور۔ ۱۹۲۰ء۔ ج ۵۔ حصہ اول۔ ص ۷۵ و ما بعد۔

۲۹۔ ابن خلکان۔ وفیات الاعیان۔ مذکورہ بالا ایڈیشن۔ تذکرہ ۲۵۰۔

۳۰۔ ابن عماد الحنبلی۔ شذرات الذہب۔ مذکورہ بالا ایڈیشن۔ ج ۵۔ ص ۲۱۲۔ ۴۰۴۔

۳۱۔ ابن حجر عسقلانی ۔ الدرر الکامنہ ۔ حیدر آباد دکن ۔ ۱۳۴۸ھ ج ۱ ۔ تذکرہ ۱۴۷۲ ۔

۳۲۔ ابن عماد الحنبلی ۔ شذرات الذہب ۔ مذکورہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۷ ۔ ص ۱۲۰ ۔

۳۳۔ ایضاً ۔ ج ۶ ۔ ص ۲۰۸

۳۴۔ GAL. SUP. ۲, P. ۳۴

فہرست مخطوطات عربی و فارسی ۔ کتب خانہ بانکی پور ۔ ج ۱۲ ۔ نمبر شمار ۷۲۷ ۔

۳۶ ایضاً ۔

۳۷۔ السخاوی ۔ الضوء اللامع ۔ مطبوعہ مصر ۱۳۵۳ھ ج ۱۲ ۔ تذکرہ ۔ ۹۸۰ ۔

۳۸۔ ایضاً ۔ تذکرہ ۔ ۵۸۰ ۔

۳۹۔ ایضاً ۔ تذکرہ ۔ ۵۰۴ ۔

۴۰۔ ایضاً تذکرہ ۔ ۹۰۱ ۔

۴۱۔ محی الدین عبد القادر العیدروسی ۔ تاریخ النور السافر عن اخبار القرن العاشر ۔ تحقیق محمد رشید الصفا مطبوعہ بغداد ۱۳۵۳ھ ص

۴۲۔ طیفور احمد بن ابی طاہر ۔ تاریخ بغداد ۔ ترجمہ جرمن مطبوعہ لیزگ ۔ ۱۹۰۸ء ۔ نیز ملاحظہ ہو فہرست مخطوطات عربی و فارسی ۔ کتب خانہ بانکی پور ۔ ج ۱۲ ۔ ص ۶۶۵ ۔

۴۳۔ ایضاً ۔

۴۴۔ NAZ GOLDZIHER MUHAMMADANISCHE STUDIEN OP CIT VOL II P ۴۰۷

۴۵۔ محمد بن عبد اللہ النجدی ۔ السحب الوابلہ ۔ ملاحظہ ہو فہرست مخطوطات عربی و فارسی ۔ کتب خانہ بانکی پور ۔ ج ۱۲ ۔ نمبر شمار ۶۶۵ ۔

۴۶۔ فہرست مخطوطات عربی و فارسی ۔ کتب خانہ بانکی پور ۔ ج ۵ ۔ حصہ دوم ۔ ص ۴۴ ۔ مصنف ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی نے اپنے اس خ کی تائید میں ان تینوں سندوں کا اپنی انگریزی کتاب حدیث لٹریچر میں عکس بھی شائع کیا ہے ۔ جن میں ان طلبہ اور طالبا کے نام درج ہیں ۔ ص ۱۵۲ ۔ ۱۵۳ ۔

۴۷۔ ایضاً ۔ ج ۵ ۔ حصہ دوم ۔ ص ۱۵۵ ۔ ۱۵۹ / وص ۱۸۰ ۔ ۲۰۸

کتب خانہ بانکی پور میں اس قسم کے اور بھی نوادر موجود ہیں ۔ کتب خانہ ظاہریہ دمشق میں بھی ایسے مخطوطات موجود ہیں جن کتابت خواتین نے کی ہے ۔ نیز ملاحظہ ہو دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن کے علمی مجلہ المباحث العلمیہ ۱۳۵۸ھ میں علامہ عبا المیمنی کا اس موضوع پر مقالہ ۔ ص ۱ ۔ ۱۴ ۔